واوصیہ باالاعراب خیراً فانهم اصل العرب ومادّة الاسلام ۔قول حضرت عمر -صحیح بخاری

ترجمہ۔میں خلیفہ کو دیہات اور گاؤں کے رہنے والوں کے بارہ میں وصیّت کرتا ہوں کہ ان کا خیال رکھا جائے کیوں کہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔

جن کو ہم نیچے طبقے کا آدمی شمار کرتے ہیں وہ حقیقت میں رسالت کی سادگی کی سنت کو لئے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے پسماندہ طبقات کی دینی بے خبری، جہالت وغفلت پر توجہ کی ضرورت

اقتباس تحاریر

ابو حامد محمد ابن محمد غزالی (امام غزالیؒ)1058-1111 عیسوی

حضرت مولانا سید ابولحسن علی ندویؒ

یہ کتاب

حضرت مولانا سید ابو لحسن علی ندویؒ

کی تصنیف

مسلمانوں کی عمومی تعلیم وتربیت کا نظام

کا ایک چیپٹر ہے۔

جسے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی سنٹر نے شائع کیا ہے۔

http://abulhasanalinadwi.org

جسے افادہ عام کی غرض سے الگ سے شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ مصنف کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پوری کتاب نیچے کے لنک پر ڈاون لوڈ کر سکتے ہیں

http://abulhasanalinadwi.org/books/ek%20aham%20deeni%20daawat.pdf

http://abulhasanalinadwi.org/urdu06.html

English Translation of this Book is available on

https://archive.org/details/TheEducationAndNurturingOfMuslimMassProphetModelAndApplication

http://abulhasanalinadwi.org/books/Education%20&%20Nurturing%20of%20Muslim%20Mass.pdf

بس سب سے زیادہ فکر اس سرمایہ میں اضافہ یا اس کی حفاظت کی ہونی چاہیئے دینی حلقوں اور مرکزوں کو مطمئن نہیں ہونا چاہیئے کہ ابھی آدمی مل رہے ہیں۔ جس ذخیرے سے برابر خرچ ہوتا رہے اور آمدنہ ہو، وہ اگر سمندر ہو تو ایک دن خرچ ہو جائے گا، کلمہ کی تبلیغ، اس کے مفہوم و معنی کی تفہیم اور اسکے مطالبات اور تقاضے کی تذکیر سے مقصود مسلمانوں کو مسلمان ہونے کا احساس دلانا ہے اور دین کی طلب پیدا کرنا ہے مسلمانوں کی اس وسیع آبادی میں احساس وطلب پیدا کرنے کا ذریعہ یہی ہے کہ ان سے کلمہ سنا جائے، کلمہ کے معنی و مفہوم بتائے جائیں اور سمجھایا جائے کہ خدا کی بندگی و غلامی اور رسول کی تابعداری کا اقرار ان سے کیا مطالبہ کرتا ہے اور اس کا طریقہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ کسی محدود و مخصوص جماعت کے بجائے عام مسلمانوں میں کوشش کریں، اس لئے کہ اگر کروڑوں کے واسطے لاکھوں نہیں اٹھیں گے تو کس طرح کام ہوگا، نہ جاننے والے کروڑ ہیں جاننے والے اتنے لاکھ نہیں۔

پسماندہ طبقہ کی طرف توجہ پچھلے عہد انحطاط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپؐ کے متبعین میں سے ایک بڑے گروہ کو اس گردآلودگی، غربت اور حقارت کی وجہ سے نظرانداز کیا جاتا رہا ہے، ان جھونپڑوں میں رہنے والوں اور زمین پر بیٹھنے والوں سے اتنی بے التفاتی برتی گئی کہ گویا وہ انسان نہیں، حالانکہ اسلام اور قرون اولیٰ کی بہت سی صفات و خصوصیات صرف ان غریبوں ہی کے دم سے باقی ہیں اور ان کی جھلک انہی میں نظر آتی ہے۔ مولانا محمد الیاس صاحبؒ اس مضمون کو کس لطیف

پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں :۔

"جن کو ہم نیچے طبقہ کا آدمی شمار کرتے ہیں اور جو میلے کچیلے ہیں وہ حقیقت میں رسالت کی سادگی کی سنت کو لئے ہوئے ہیں اور دنیا کے اندر کس مپرسی میں پڑے ہوئے ہیں، یہی صفت اسلام کی ہے"[1]

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا"

ان ہی میں سے دیہاتوں اور گاؤں کے رہنے والے مسلمان ہیں، جو عرصہ دراز سے تعلیم و اصلاح کے دائرہ سے باہر ہیں اور ان میں سے بہت سی قومیں اور خاندان شہری مسلمانوں کی غفلت اور بے اعتنائی سے اسلام سے دور اور ارتداد سے قریب ہوگئے ہیں اور بہت سے ارتداد اختیار کر چکے، حالانکہ یہ مسلمان ایک بڑا عنصر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کو انتقال کے وقت جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک وصیت یہ تھی :۔

وَاُوْصِيْهِ بِالْاَعْرَابِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْاِسْلَامِ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ :۔ میں خلیفہ کو دیہات اور گاؤں کے رہنے والوں کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کا خیال رکھا جائے کیونکہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔

تو اس تحریک میں ان کی طرف بھی رخ کرنا نہایت ضروری ہے انکی حالت سے ہر مسلمان کے دل میں درد ہونا چاہیئے۔

---

(۱) مکتوب مولانا محمد الیاس صاحب

"اگر سچے دل سے محسوس کیا جائے تو مکلف چاہے مرد ہو چاہے عورت اپنے فرائض کے ترک سے مورد لعنت و غضب الٰہی ہو رہا ہے اور بتقدیر مرگ جو ہوگا وہ جس کرنے کے قابل ہے اس عذاب عظیم میں گرفتاری کا درد ہونا ہر مسلم کو ضروری ہے، اس حالت میں موت آجانے، پر جو خطرات یقینی ہیں وہ پیش نظر رکھنے کے قابل ہیں۔" (مکتوب مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

امام غزالیؒ اپنے زمانہ کی اس دیہاتی آبادی اور دار الاسلام کے اطراف و نواح کے رہنے والوں کی دینی بے خبری، جہالت و غفلت کا ذکر کرتے ہیں اور علماء اور شہری مسلمانوں کو ان کے اس فریضۂ تبلیغ کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔

واکثر الناس جاهلون بالشرع فی شروط الصلوٰة فی البلاد فکیف فی القری والبوادی ومنهم الاعراب و الاکراد والترکمانیة وسائر اصناف الخلق ومعلوم ان الانسان لا یولد عالما بالشرع وانما یجب التبلیغ علی اهل العلم فکل من تعلم مسئلة واحدة فهو من اهل العلم بها وهذا شغل شاغل لمن یهمه امر دینه یشغله عن تجزئة الاوقات فی التفریعات النادرة والتعمق فی دقائق العلوم التی هی من فروض الکفایات ولا یتقدم علی هذا الا فرض عین او فرض کفایة هو اهم منه[1]

(۱) الربع الثانی کتاب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر (احیاء)

ترجمہ :۔ "اکثر لوگ شہروں ہی میں نماز کی شرطوں کے بارہ میں شرعی احکام سے ناواقف ہیں دیہاتوں اور گاؤں کا کیا ذکر، انھیں میں سے دیہاتی کرد ترکمان اور دوسری قومیں ہیں، سب جانتے ہیں کہ انسان ماں کے پیٹ سے شریعت کا عالم نہیں پیدا ہوتا، تبلیغ کرنا اہل علم کا فریضہ ہے اور اہل علم کے لئے اصلاحی عالم ہونا ضروری نہیں، جس نے ایک مسئلہ بھی سیکھ لیا وہ اس کا عالم ہے جس کو واقعی اپنے دین کی فکر ہے اسکے لئے یہ خود ایسا مشغلہ ہے کہ اس کو کبھی کبھی پیش آنے والے تفریعات اور باریک علوم میں موشگافی سے کام لینے کی فرصت نہیں ہو سکتی جو خود فرض کفایہ ہیں اور اس پر فرض عین مقدم ہے یا ایسا فرض کفایہ جو اس سے زیادہ اہم ہو۔"

ایمان واحتساب

احادیث میں بہت سے اعمال وعبادات کے ساتھ ایمان واحتساب کی شرط کی گئی ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، یہ بخاری کی احادیث ہیں جن میں رمضان کے روزوں اور قیام شب قدر بشرط ایمان واحتساب تمام پچھلے گناہوں کی معافی کی خبر دی گئی ہے، ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے وعدوں پر پورا وثوق اور یقین ہو کہ وہ ایک ایسی ذات ہے کہ جس کے اندر جو چاہے خاصیت رکھ دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے معلوم ہوا کہ اس نے فلاں عمل میں فلاں خاصیت رکھی ہے اور احتساب کے معنی یہ ہیں کہ وہ وعدے عمل کے وقت پیش نظر اور مستحضر ہوں اور انھیں کی طمع میں عمل کیا جائے، یہی دو چیزیں اعمال کی روح